بسم اللہ الرحمن الرحیم

عباراتِ اکابر (حسام الحرمین، حصہ سوم)

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

پہلا الزام بر حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1297ھ)

حضرت نانوتوی کی عبارات کو سمجھنے سے پہلے تھوڑی سی تمہید:

اس کے لیے ہم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے چند باتیں عرض کر رہے ہیں:

یوں سمجھیے ایک کمرے میں 10 آدمی یکے بعد دیگرے داخل ہوئے، کیا کوئی بھی یہ کہے گا کہ آخری آدمی ان سب سے افضل ہے کیونکہ وہ آخر میں آیا؟ ہر گز نہیں۔ اسی طرح سیدنا علیؓ کا زمانہ خلافت بعد میں ہے مگر افضل پہلے خلفاء ہیں۔ تو معلوم ہوا محض آخر میں آنے کی وجہ سے آدمی افضل نہیں ہوتا۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن نے تو خاتم الانبیاء کی اسی وصف کی وجہ سے تعریف کی ہے۔ جب محض آخر میں آنا افضلیت کی بات اور دلیل نہیں تو اس آیت سے تعریف کیونکر ثابت ہو گی؟!

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ چونکہ ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ اور مقام و مرتبہ سب سے بلند بالا ہے اس لیے آپ کو آخر میں مبعوث کیا گیا۔ تو آپ کے آخری نبی ہونے کی وجہ اور علت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی شان و مقام و مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ یہیں ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ کیا یہ ضروری ہے کہ جس کی شان سب سے زیادہ ہو اس کو آخر میں بھیجا جائے؟ تو ہم اس کے متعلق یہ عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے بھیج دیا جاتا تو آپ کے بعد آنے والے نبی مقام میں کم ہونے کی وجہ سے ان کے لائے ہوئے احکامات بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکامات سے مقام میں کم ہوتے۔ یہاں قرآن تھا وہاں صحائف یا دیگر کتب ہوتیں، تو پھر اعلیٰ احکام کو ادنیٰ کے ذریعے منسوخ کر دیا جاتا۔

اور اگر درمیان میں بھی آتے تو بھی یہی صورت بنتی کہ نسخ اعلیٰ بالادنیٰ ہوتا یعنی کم مقام والے احکامات کے ذریعے اعلیٰ شان و مقام والے احکام منسوخ ہو جاتے جو کہ حکمت خداوندی کے خلاف ہے۔ کیونکہ حکمت تو یہ ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا الایۃ یعنی جو آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا بھلاتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی جیسی (آیت) لے آتے ہیں۔

تو نہ تو آپ علیہ السلام کے برابر کوئی تھا اور نہ افضل، اسی وجہ سے آپ کا آخر میں آنا آپ کا کمال ہے۔ اب سوال پیدا ہوا کہ آپ علیہ السلام کے برابر یا افضل کیوں کوئی نہیں ہو سکتا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوصاف کی دو قسمیں ہیں؛ ذاتی اور عرضی۔ ذاتی اس وصف کو کہتے ہیں جو اپنے موصوف کے لیے شروع ہی سے ثابت ہو اور عرضی کہتے ہیں کہ جو اپنے موصوف کے لیے شروع ہی سے تو نہ ہو، البتہ بعد میں ثابت ہو یا ذاتی اس وصف کو کہتے ہیں کہ یہ وصف اس کا اپنا ہوتا ہے یعنی کسی ذریعے سے نہیں ملتا اور عرضی اس وصف کو کہتے ہیں جو اپنا نہیں ہوتا بلکہ کسی کے ذریعے سے ملتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ درودیوار روشن ہیں، ان پر روشنی سورج کی ہے۔ تو درودیوار کی روشنی عرضی ہے ذاتی نہیں، اس لیے رات کو یہ روشن نہیں اور سورج کی روشنی ذاتی ہے، وہ کبھی بھی اس سے جدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح چاند کی روشنی اپنی نہیں بلکہ اس میں روشنی سورج سے آرہی ہے۔ تو چاند کی روشنی جن چیزوں پر

پڑتی ہے ان کو روشنی چاند کی وجہ سے ملی۔ اب سلسلہ چلا کہ رات کو مختلف اشیاء روشن ہیں چاند کی وجہ سے اور چاند روشن ہے سورج کی وجہ سے۔ تو روشنی کا سلسلہ یہاں سورج پر آکر ختم ہوا۔ اسی طرح دیکھیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کہ کو جب پیدا کیا گیا تو اسے نبوت سے سرفراز کیا گیا اور باقی نبیوں کو نبوت بعد میں ملی۔ گویا آپ علیہ السلام موصوف بالذات ہوئے وصف نبوت سے اور باقی انبیاء موصوف بالعرض ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا تو اپنی حکمت کاملہ سے آپ کی یادداشت کے اوپر حکمت کے پردے لٹکا دیئے، آپ علیہ السلام کو پچھلا منظر یاد نہ رہا۔ جب آپ کی عمر مبارک 40 سال کو پہنچی تو پھر آگاہ فرمایا کہ اپنی نبوت کا اعلان فرمادیں۔ القصہ آپ علیہ السلام اس وصفِ نبوت سے موصوف بالذات ہیں تبھی تو آپ ارشاد فرمارہے ہیں کہ:

کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح اور جسد کے مابین تھے۔

اب دیکھیے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے رات کو روشنی جو مختلف چیزوں پر ہے یہ آتی ہے چاند سے اور چاند کی روشنی آئی سورج سے اور یہاں سورج پر پہنچ کر سلسلہ ختم ہو گیا۔ اسی طرح تمام انبیاء کی نبوت آپ علیہ السلام کے وسیلے سے ان کو ملی ہے اور آپ علیہ السلام کی نبوت بالذات ہے یعنی کسی کے وسیلے سے نہیں ملی تو یہ سلسلہ آپ علیہ السلام پر پہنچ کر ختم ہو گیا۔ یعنی آپ علیہ السلام پر تمام کمالات کو، تمام محاسن و فضائل کو ختم کر دیا گیا۔ اس کو ''ختم نبوت مرتبی'' کہتے ہیں۔ یہ مقام و مرتبہ اس وقت سے ملا جب آدم علیہ السلام پیدا ابھی نہیں ہوئے تھے لیکن اس ختم نبوت مرتبی کے باوجود انبیاء تشریف لاتے رہے اور سلسلہ نبوت چلتا رہے اور جب آپ اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے اعلان فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو پھر ختم نبوت زمانی کہ آپ کے زمانہ کے بعد کوئی نبی نیا نہیں آئے گا، بھی آپ کو حاصل ہو گئی۔ اب دو قسم کی ختم نبوت ہوئیں:

1۔ ختم نبوت مرتبی

2۔ ختم نبوت زمانی

پہلی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی وجہ سے سب کو عزت و عظمت اور کمال نصیب ہوا، آپ تمام مراتب و مقامات میں آخری ہیں۔

دوسری کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی تشریف آوری پر نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا کہ اب کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔

ہمارے نزدیک دونوں قسم کی ختم نبوت پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

ایک دوسری طرح سے دیکھتے ہیں:

ایک ''نقطہ'' ہوتا ہے اور اسے مرکزِ دائرہ بھی کہتے ہیں اور ایک اس کے گرد دائرہ ہوتا ہے اس کو ''محیط'' کہتے ہیں۔ اب دائرہ کا اس مرکز سے پورا تعلق ہوتا ہے اور دائرہ اسی مرکز کی وجہ سے بنتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مرکزِ نبوت ہیں اور باقی انبیاء دائرہ نبوت ہیں۔ مرکز نہ ہو تو دائرہ کہاں؟ تو یہ دائرہ اسی مرکز کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تو تمام انبیاء کو نبوت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ملی اور سارے انبیاء کا سلسلہ نبوت آکر آپ علیہ السلام پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کو ''ختم نبوت زمانی'' کہتے ہیں اور اللہ نے شان و مرتبہ و مقام و منصب کو بھی آپ پر ہی ختم فرما دیا، تو اسی کو ''ختم نبوت مرتبی'' کہتے ہیں۔

القصہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں قسم کی ختم نبوت حاصل ہے۔ قادیانی صرف ایک مانتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت مرتبی مانتے ہیں اور یہ مسلمان صرف ختم نبوت زمانی مانتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھیے کہ قادیانی سے برسوں پہلے خدا تعالیٰ نے مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کو پیدا کیا اور ان سے یہ جواب دلوا دیا کہ ہم مسلمان دونوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس طرح قادیانیوں کا منہ بند کر دیا۔

اس بات کو دوبارہ ذہن نشین فرمالیں کہ مولانا نانوتوی نے یہ نہیں فرمایا کہ آخر میں آنے میں کوئی فضیلت نہیں بلکہ آپ نے یہ فرمایا ہے

کہ آخر میں آنے میں بالذات فضیلت نہیں یعنی بالعرض تو فضیلت ہے اور وہ ہم عرض کر چکے ہیں۔(ماخوذ از مناظرے مباحثے بتغیر یسیر)

اب دیکھیے اصل عبارات کو: "اگر آپ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی بالفرض نبی موجود ہو تو بھی ختم نبوت میں فرق نہیں پڑتا۔"

تو اس سے مراد حجۃ الاسلام رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ "خاتمیت مرتبی" میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ یہ تو آپ کو شروع ہی سے حاصل تھی اور دیگر انبیاء تشریف لاتے رہے تو فرق نہ پڑا۔ اب اگر بالفرض والمحال کوئی نبی آجائے تو کیسے فرق پڑے گا؟ سوال ہوگا کہ خاتم زمانی میں تو فرق پڑے گا۔ جواب یہ ہے کہ بالکل پڑے گا، اسی لیے تو حجۃ الاسلام نے "بالفرض" اور "اگر" جیسے لفظ استعمال کیے ہیں کہ ایسا ہو نہیں سکتا کہ آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نیا نبی آئے۔ یہ عبارت تو صرف خاتمیت مرتبی کو ہی سامنے رکھتے ہوئے حضرت نے فرمائی ہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نبی کے آنے کو جائز مانتے ہوتے تو آپ "فرض" کیوں کرتے اور یہ بات تو فاضل بریلوی بھی لکھتے ہیں کہ فرض محالات جائز ہے۔

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص139)

تو اعتراض کیوں؟ باقی ختم نبوت زمانی کا خیال کر کے اسے محال سمجھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی آئے تبھی تو فرض کیا۔ جیسے بریلویوں نے لکھا ہے کہ اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو سیدنا ابراہیم کی اولاد سے ہوتا۔ تو جیسے یہ "اگر" کہنے سے نبی بن نہیں گیا تو یہاں بھی "بالفرض" اور "اگر" کہنے سے نئے نبی کے آنے کو ممکن نہیں مانا جارہا بلکہ محال ہی مانا جارہا ہے کیونکہ محال کو ہی فرض کیا جاتا ہے نہ کہ ممکن کو۔ بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ خاتم زمانی کو خاتم مرتبی کے لیے لازم مانتے ہو، جب نیا نبی آجائے خاتم زمانی ٹوٹ گیا اور جب وہ نہ رہا تو ملزوم بھی نہ رہا۔

تو جواباً عرض ہے کہ اسی لیے تو حجۃ الاسلام نے "بالفرض" اور "اگر" کا لفظ کہا ہے یعنی ایسا ہونا محال ہے نا کہ ممکن، اور محال کو فرض کرنا جرم نہیں۔ قرآن مقدس میں بھی محالات کو فرض کیا گیا ہے جیسے ارشاد ربانی ہے:

قل ان کان لرحمن ولد الذخرف: 81، اگر رحمن کا بیٹا ہوتا... الخ، اور اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے الخ...

ایک اور بات بھی ملحوظ رہے کہ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی ختم نبوت زمانی کے قائل ہیں اور منکر کو کافر کہتے ہیں۔ دیکھیے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ (ت 1377ھ) لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے خاتم زمانی ہونے کی پانچ دلیلیں ذکر فرما رہے ہیں۔ تین دلیلیں آیتِ قرآنی سے، ایک حدیث سے اور ایک اجماع اُمت سے۔ آیت قرآنی اس بارے میں ہے "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ"

[**دلیل نمبر1**] پس لفظ "خاتم النبیین" یا تو عام مانا جائے کہ جس کے دو افراد ہوں؛ ایک خاتم مرتبی اور دوسرا خاتم زمانی اور لفظ "خاتم" کا دونوں پر اطلاق اس طرح کیا جاتا ہے جیسے کہ مشترک معنوی اپنے متعدد افراد پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ (جیسے لفظ "عین" کئی معنوں میں مشترک ہے، ہر ایک پر برابری کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ از ناقل) پس اس دلیل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر دو وصف اس آیت سے ثابت ہوں گے۔ (اور یہ دلالت مطابقی ہے کہ لفظ اپنے کل موضوع لہٗ پر دلالت کرے۔ از ناقل) یہ دلیل اول کی اجمالاً تقریر ہوئی۔

[**دلیل نمبر2**] اور دلیل ثانی کی تقریر یہ ہے کہ لفظ "خاتم" کے معنی حقیقی خاتمیت مرتبی کے لیے جاویں اور خاتمیت زمانی معنی حقیقی نہ ہوں بلکہ مجازی ہوں لیکن آیت میں مراد ایسے معنی ہوں کہ جو معنی حقیقی اور مجازی دونوں کو شامل ہوں بطریق عموم مجاز کے۔ اس صورت میں ہر دو وصف کا ثبوت آپ کی ذات پاک کے لیے ظاہر ہے۔

[**دلیل نمبر3**] اور دلیل ثالث یہ ہے کہ معنی حقیقی خاتم کے خاتمیت مرتبی کے ہیں لیکن خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے۔ (تا کہ نسخ الاعلی بالادنی لازم نہ آئے، اسی لیے یہ ختم زمانی ختم مرتبی کو لازم ہے۔ از ناقل) اس لیے بدلالت التزامی آیت خاتمیت زمانی پر دلالت کرے گی اور اس

آیت سے خاتمیت مرتبی اور زمانی کا ثبوت لازم آئے گا۔

[دلیل نمبر4] دلیل چہارم یہ کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہو گیا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا، اس لیے ثبوت خاتمیت زمانی کا ضرور ہو گا اور منکر اس کا اسی طرح کافر ہو جیسے کہ منکر احادیث متواترہ کا لیکن ان احادیث کا تواتر لفظی نہیں تو اتر معنوی ہے۔

[دلیل نمبر5] دلیل پنجم یہ ہے کہ اجماع اُمت کا منعقد ہو گیا ہے کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء زماناً ہیں اور اقرار اجماع کا کرنا ضروری ہے اور منکر اس کا کافر ہے۔"

(الشہاب الثاقب ص73،74)

جناب احمد رضا خان صاحب نے عبارتوں کو نقل کرنے میں قطع وبرید سے کام لیا۔

وضاحت پیشِ خدمت ہے:

1۔ تین عبارتوں کو ایک بنا دیا مثلاً عربی عبارت جو بنائی وہ یہ ہے:

و لو فرض فی زمنه صلی الله علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی الله علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذالك بخاتمیته و انما یتخیل العوام انه صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مع انه لا فضل فیه اصلا عند اهل الفهم.

(حسام الحرمین عربی اردو، ص19)

ولو فرض فی زمنه صلی الله علیه وسلم (ایک ٹکڑا)، **بل لو حدث بعده صلی الله علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذالك بخاتمیته** (دوسرا ٹکڑا)، **و انما یتخیل العوام** سے آخر تک۔ (تیسرا ٹکڑا)

پہلا ٹکڑا: تحذیر الناس کے ص14 کا ہے۔ اس کے شروع اور آخر سے عبارت کو کاٹ دیا۔

دوسرا ٹکڑا: ص28 کا اس کے ساتھ بھی یہی حشر کیا

تیسرا ٹکڑا: پھر ص3 کا ٹکڑا لے آئے اور اس کے ساتھ بھی یہی حشر کیا۔

ہمارا سوال ہے بریلوی حضرات سے کہ اگر تمہارے بقول تینوں ٹکڑے کفر تھے تو یہ بتاؤ کہ سیاق وسباق کے کاٹنے کی ضرورت کیا تھی اور عبارات میں تقدیم و تاخیر کہ پہلے والی عبارت کو آخر میں لانے اور آخر والی عبارت کو درمیان میں لانے کی اور درمیان والی عبارت کو شروع میں لانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ عبارات کفریہ ہوتیں تو فاضل بریلوی کو اس دوڑ دھوپ کی ضرورت نہ تھی؟

پھر جناب احمد رضا خان صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا کہ عبارات تین ہیں بلکہ ایک ہی بنا کر دکھائی۔ پھر درمیان میں کچھ فاصلہ بھی نہیں رکھا اور تو اور ترتیب بھی بہت ہی خاص انداز میں بنائی: پہلے ص14 پھر ص28 پھر ص03

یعنی ترتیب کو نہ شروع سے کیا کہ چلو ص03 پھر ص14 پھر ص28 ہو یا اُلٹ کر کے ص28، ص14، ص3 ہوتے۔ خدا برا کرے اس تعصب کا۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ حضرت نانوتوی علیہ الرحمۃ نے "خاتم النبیین" کا معنی "آخری نبی" کرنے کو عوام کا خیال بتایا ہے تو گزارش یہ ہے کہ حضرت نانوتوی علیہ الرحمۃ نے "خاتم النبیین" کا معنی "آخری نبی" کرنے کو عوام کا خیال نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ عوام کے خیال میں تو "خاتم النبیین" کا معنی صرف یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آخر میں آنے کو ہی افضل اور اعلیٰ ہونے کی وجہ قرار دیتے ہیں جبکہ راسخ فی العلم حضرات جانتے ہیں کہ پہلے یا بعد میں آنے میں ذاتی طور پر کوئی فضیلت نہیں ہے، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل، اعلیٰ اور افضل الانبیاء ہیں اس وجہ سے آپ کو سب سے آخر میں بھیجا گیا۔ تو جس طرح "خاتم النبیین" کے لفظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری ہونا ثابت ہوتا ہے اسی

طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل اور اعلیٰ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ عوام کی سمجھ یہاں تک نہیں پہنچی تھی اس لیے حضرت نانوتوی علیہ الرحمۃ نے صرف ایک معنی مراد لینے کو عوام کا خیال بتلایا ہے، اس معنی (یعنی آخری ہونا) کا انکار نہیں کیا۔

الزام بر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (ت 1322ھ)

قطب الارشاد حضرت علامہ رشید احمد گنگوہی (ت 1322ھ) پر جناب احمد رضا خان صاحب نے یہ الزام لگایا:

اس نے یہ افتراء باندھا کہ اللہ کا جھوٹا ہونا بھی ممکن ہے۔

(حسام الحرمین ص14)

آگے لکھتے ہیں:

ظلم و گمراہی میں یہاں تک بڑھا کہ اپنے فتوے میں جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا جو بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رد کے چھپا، صاف لکھ دیا کہ جو اللہ سبحانہ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو۔۔۔الخ (حسام الحرمین ص15)

الجواب: ہم بریلویوں سے گزارش کرتے ہیں کہ ہمیں بھی وہ قلمی فتوی دکھاؤ کہ کہاں ہے؟ یہ فاضل بریلوی کا اتنا بڑا جھوٹ ہے جس کی توقع کسی عام مسلمان سے بھی نہیں کی جاسکتی۔

قطب الارشاد کی اپنی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

ذات پاک حق جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں: قال اللہ تعالیٰ و من اصدق من اللہ قیلا. جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ کذب بولتا ہے، وہ قطعاً کافر ہے، ملعون ہے اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے، وہ ہرگز مومن نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص90)

اب بھی کوئی کہے کہ نہیں جی میں تو نہیں مانتا تو ہم اسے اتنا کہیں گے کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیشی کے لیے تیار رہے۔ بعض رضاخانی یہ کہہ دیا کرتے ہیں: جی انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں نے یہ تحریر نہیں لکھی۔ تو جواباً عرض ہے استفتاء میں اگر یہ پوچھا جاتا کہ آپ نے ایسی تحریر لکھی ہے تو آپ اس کا جواب دے دیتے کہ میں نے نہیں لکھی جب پوچھا نہیں گیا تو یہ جواب دینے کی کیا معنی، جیسے کوئی کہے کہ فتاویٰ مہریہ میں پیر مہر علی شاہ نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا؟ تو یہی کہا جائے کہ بھائی اس کے کفر کا سوال ہی نہیں کیا گیا تو جواب کہاں ہوتا۔ جو سوال ہو جواب اس کے موافق ہوتا ہے۔

سوال تھا کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ذات باری تعالیٰ عزاسمہ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں؟ اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں؟ اور جو شخص خدا تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص90)

تو جواب حضرت نے وہی دیا جو نقل کیا جا چکا ہے۔

مولانا خلیل احمد خان قادری برکاتی صاحب لکھتے ہیں: فاضل بریلوی نے اپنے رسالہ "ازکی الہلال" میں درباره رؤیت ہلال خط وغیرہ تحریرات کو ناقابل اعتماد فرمایا ہے، پھر تکفیر مسلم کے بارے میں مجرد قلمی تحریر پر کیوں اعتماد کر کے احکام کفر و ارتداد جاری کیے؟

(انکشاف حق ص210)

یعنی چاند کے دیکھنے کے بارے میں کسی کے خط اور تحریر پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تحریر کسی اور نے لکھی ہو یعنی یہ ہو

سکتا ہے لکھی کسی نے ہو اور نام کسی کے لگائی ہو۔

جب چاند دیکھنے کے معاملے میں کسی کی تحریر جو موصول ہو اس پر فیصلہ نہیں ہو سکتا تو اتنے بڑے تکفیر کے مسئلے میں کیونکر کسی کی تحریر پر تکفیر ہو۔ ہاں اگر صاحب تحریر قبول کرے کہ یہ میری تحریر ہے، پھر بات اور ہے۔ جب حضرت گنگوہی خود کہہ رہے ہیں کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بری ہے۔ تو پھر کیونکر یہ بات ان کے ذمے لگائی جائے۔ ہداہم اللہ۔

اور یہ بات جناب احمد رضا خان صاحب نے بھی کہی ہے کہ: خط خود کب معتبر ہوتا ہے تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ **الخط یشبه الخط او الخط لا یعمل به۔**

(ملفوظات ص203)

یعنی خط معتبر نہیں، اس کو بنیاد بنا کر عمل نہیں کیا جائے گا

سوال یہ ہے کہ اپنے اس اصول پہ جناب احمد رضا خان صاحب نے خود عمل کیوں نہ کیا؟

تیسرا الزام بر فخر المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ {1346ھ}

جناب احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور یہ اس کا برا قول خود اس کے بد الفاظ میں ص47 پر یوں ہے: شیطان وملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جسے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(حسام الحرمین ص15)

جواب:

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ {1346ھ} کی کتاب "براہین قاطعہ" پر اعتراض ہے جو کہ "انوارِ ساطعہ" کے جواب میں لکھی گئی۔ اس میں خود رضاخانی حضرات نے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کیا تو حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ نے جواب دیا۔ ہم حیران ہیں کہ شیطان پر قیاس خود مولوی عبد السمیع رامپوری صاجب نے اپنی اس کتاب "انوار ساطعہ" میں کیا جس پر تقریظ خود جناب احمد رضا خان صاحب کی ہے اور نام ہمارا لگا دیا۔ اس سے بڑھ کر کیا شاطرانہ چال ہو سکتی ہے؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کرنا، کیا یہ تعظیم نبوی ہے؟ بریلوی اس بات کا ہمیں جواب دیں کہ شیطان پر قیاس تو رامپوری صاحب اور فاضل بریلوی کریں، قصوروار ہم ٹھہریں، کیوں؟ کیا بریلویوں کے ہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کرنا درست ہے؟

رامپوری صاحب لکھتے ہیں:

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے بھلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے۔ دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے۔ درمختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچا لیا بعد اس کے لکھا ہے۔ **واقدرہ علی ذالك کما اقدر ملك الموت علی نظیر ذالك** یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دے دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا... پس اسی طرح سمجھو کہ جب سورج سب جگہ یعنی اقالیم سبعہ میں موجود ہو کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے، روحِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ساتویں آسمان پر علیین میں موجود ہے اگر وہاں سے آپ کی نظر مبارک کل زمینوں کے چند مواضع ومقامات پر پڑ جائے اور ترشح

انوار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہو جائے کیا محال اور کیا بعید ہے۔

(انوار ساطعہ ص357)

حضرت سہارنپوری نے اس کے جواب میں لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے: تمام مسلمان بشمول مصنف شیطان سے افضل ہیں، تو کیا اپنا علم شیطان کے دائرہ کار کے علم سے زائد مانتے ہیں؟ مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب بھی ہوتا ہے اور رنج بھی ہوتا ہے کہ ایسی نالائق بات منہ سے نکال کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کیا، یہ کس قدر دوراز علم و عقل ہے۔

حضرت نے تو اس پر خوب خبر لی کہ تم نے آپ علیہ السلام کو شیطان پر قیاس کر کے کیوں ایسی غلط بات کہی، اُلٹا بریلویوں نے ہمیں کوسنا شروع کر دیا۔

اب مولوی اشرف سیالوی صاحب کی سنیے، وہ لکھتے ہیں: انبیاء و اولیاء کو اصنام و اوثان پر قیاس کرنا اور ان کے متبعین اور اطاعت گزاروں کو بت پرستوں پر قیاس کرنا یہ خالص خارجیت ہے اور مخلوقات میں بدترین مخلوق ہونے کی دلیل۔

(گلشن توحید ورسالت ص139، ج2)

اس سے گھٹیا مثال کیا ہوگی کہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کیا جائے؟! القصہ یہ بریلوی اصول کی روشنی میں رامپوری صاحب اور فاضل بریلوی کی جانب سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بنتی ہے۔ مگر ہم بریلویوں پر حیران ہیں کہ ان کو تو کچھ نہ کہا اور جس آدمی نے اس کو نالائق حرکت قرار دیا ہے اس کو گستاخ رسول کہنا شروع کر دیا۔ اصل عبارت پر گفتگو شروع کرنے سے پہلے چند باتیں ذہن میں رکھیں۔

1۔ عقائد قیاس سے ثابت نہیں ہوتے۔

2۔ ہم اہل حق اہلسنت شیطان لعین کے دائرہ کار کا علم جو اس کی گندی سوچ پر مشتمل ہے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہیں مانتے۔

3۔ ملک الموت کی معلومات کہ فلاں کی روح قبض کرنی ہے یہ ایسی معلومات ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام کو ان کی حاجت نہیں ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان تمام باتیں بتادی ہیں۔

5۔ اگر کوئی کہے رقص وغیرہ کا علم فاضل بریلوی کو نہیں لہٰذا فاضل بریلوی صاحب کا علم رقاصہ اور سینما والے سے کم ہے تو بریلوی کہیں گے کہ یہ غلط ہے بلکہ اس کی نسبت ہی بریلوی حضرات فاضل بریلوی کی طرف کرنا توہین سمجھیں گے۔

6۔ دنیا کی بعض باتیں جو علم دین سے متعلق نہیں ان کو اگر انبیاء علیہم السلام نہ جانیں تو یہ ان کے لیے عیب نہیں۔

7۔ اگر بعض جزوی باتوں کا علم کسی کو ہو اور نبی کو نہ ہو تو اس سے وہ نبی سے بڑھ نہیں جائے گا جیسے ہدہد نے آکر سلیمان علیہ السلام سے کہا تھا کہ میں ایسی خبر لایا ہوں جو آپ کو نہیں۔

8۔ سیدنا علیؓ کو حضرت مابورؓ کے قتل کے لیے بھیجا وہ کنوئیں میں چھپے تھے جب حضرت علیؓ نے نکالا اور قتل کرنے لگے وہ گر پڑے اور ان کی چادر (تہبند) کھل گئی۔ سیدنا علیؓ کی اچانک نظر ان کے ستر پر پڑی وہ تو نامرد تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل نہ کیا۔ واپس آئے اور آپ علیہ السلام سے سارا واقعہ عرض کر دیا۔ تو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الشاھد یری مالا یری الغائب. (مسند احمد)

اب کیا کوئی سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کا علم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کہے گا؟ ہر گز نہیں۔

اب عبارت کو دیکھیے! جہاں حضرت نے اس شیطانی قیاس کا جواب دیا ہے جس کو اہل بدعت اچھا نہیں سمجھتے، وہ عبارت یہ ہے:

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر (یعنی ان کو جو بعض جزئیات حادثہ دنیا و یہ کا علم ہے کہ جن سے ان کا

مقصد اغواء اور قبض ارواح ہے۔ وہ ان کو حاصل ہو گیا ہے اور یہ پیدا ابھی اسی کے لیے گئے ہیں ان پر قیاس کر کے) علم محیط زمین فخر عالم کو (یعنی علم غیر عطائی ذاتی آپ علیہ السلام کو مانا جائے تا کہ روئے زمین میں جہاں بھی مجلس موجود ہو وہیں آپ تشریف لائیں۔ ہم نے علم محیط زمین کا مطلب ذاتی علم اس لیے کیا ہے کہ آگے حضرت سہارنپوری نے ص 57 پر خود لکھا ہے یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کے لیے کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ رکھے جیسا جہلاء کا یہ عقیدہ ہے۔ اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔) خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ (یعنی ذاتی علم کو بغیر کسی دلیل کے نبی محترم کیلئے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ یعنی ذاتی علم کو بغیر کسی دلیل کے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا شرک ہی ہے جیسا کہ فاضل بریلوی نے خود ملفوظات ص 317 میں کہا ہے کہ غیر خدا کے لیے کی ایک ذرہ ذاتی علم ماننا کفر ہے۔) شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت (کہ ملک الموت کا روحوں کو قبض کرنا اور شیطان کا بھاگ دوڑ کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا جس کے لیے وہ پیدا کیے گئے ہیں) نص سے ثابت ہوئی (وہ آپ بھی مانتے ہیں اور آپ نے بھی یہ باتیں لکھی ہیں کہ ان کاموں کے لیے ان کو وسعت دی گئی ہے۔) فخر عالم کی وسعت علم کی (یعنی ذاتی علم جو محیط ہو علم زمین پر) کون سے نص قطعی سے ثابت ہے؟

(براہین قاطعہ ص 55)

ہمارا واضح موقف المہند علی المفند سے:

ہم آخر میں اپنا نقطہ نظر "المہند علی المفند" سے عرض کر دیتے ہیں جو عرب و عجم کی مصدقہ ہے۔

"سوال:

کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے؟ اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب:

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حِکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم ہے، وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کے فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے؟ ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کر سکتا۔ جبکہ ثابت ہو چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان پر فضل اور کمال کا مدار نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، ہرگز صحیح نہیں۔ جیسا کہ کسی ایسے بچے کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہو گئی ہے، یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اس متبحر و محقق مولوی سے زیادہ ہے جس کو جملہ علوم و فنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہُدہُد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں۔ اور کتب حدیث و تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں۔ نیز حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت و حالات کا بہت زیادہ علم ہے حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و جالینوس کا ان ردی حالت سے ناواقف ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند بلکہ احمق بھی

یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے۔ حالانکہ ان کا نجاست کے احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام شریف وادنیٰ واعلیٰ واسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل ہیں، تو ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی، آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بناء پر اس علم کلی و جزئی کے ثبوت کا انکار کیا ہے۔ ذرا غور تو فرمایئے کہ ہر مسلمان کو شیطان پر فضل و شرف حاصل ہے۔ پس اس قیاس کی بناء پر لازم آئے گا کہ ہر اُمتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو اور لازم آئے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہدہد نے جانا اور افلاطون و جالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم باطل ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا گیا ہے جس نے کند ذہن بد دینوں کی رگیں کاٹ دیں اور دجال و مفتری گروہ کی گردنیں توڑ دی ہیں۔ سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادثات جزئی میں تھی اسی لیے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا تاکہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہ ہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ وہ کافر ہے چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ شاہنشاہ روز جزاء سے خائف بن کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے۔"

(المہند علی المفند ص57 تا60)

چوتھا الزام بر حکیم الامت مجدد ملت الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ (ت1362ھ)

جناب احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں سے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں اس نے ایک چھوٹی سے رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ اس کی ملعون عبارت یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدمہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

(حسام الحرمین ص18)

جواب:

اب اصل عبارت کو دیکھیں:

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علمِ غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہوتی ہے۔"

عبارت میں "ایسا علم" سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی طرف اشارہ نہیں بلکہ "مطلق بعض علم" کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ عبارت کے آخری ٹکڑا سے معلوم ہو رہا ہے یعنی اگر بعض علم کی وجہ سے عالم الغیب کہتے ہو تو پھر ہر ایک کو بعض علم تو ہے یعنی کچھ نہ کچھ تو

پتہ ہے، لہٰذا ان کو بھی عالم الغیب کہو۔ تو حضرت تھانوی نے یہ ہر گز نہیں کہا کہ سرکار والا علم مبارک سب کو ہے۔

بریلویوں سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اس میں گستاخی کیا ہے؟

وہ جواب میں لکھتے ہیں:

تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس، زید و عمرو بکر بلکہ مجنون، پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ان کے مساوی بتایا اور اس پر فریقین کا اتفاق ہے کہ ان دونوں باتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی توہین اور تحقیر ہے۔

(مسئلہ تکفیر اور امام احمد رضا ص34)

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھٹیا تشبیہ دینا یا آپ کے علم کو گھٹیا چیزوں کے برابر کہنا توہین و گستاخی ہے۔ اب ہم سے سنیئے! حضرت حکیم الامت کی عبارت میں نہ تو آپ علیہ السلام کے علم مبارک کو جانوروں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور نہ ہی ان کے برابر کیا گیا ہے۔

آیئے! بریلویوں کے جید عالم مفتی خلیل احمد خان قادری برکاتی صاحب کی سنیے، وہ اسی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جناب ابھی تک آپ یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس عبارت میں آپ کے نزدیک تشبیہ ہے یعنی معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ان مذکورہ اشیاء کے علم کے ساتھ تشبیہ ہے یا برابری (کیونکہ ابھی گزر چکا ہے کہ بریلوی کہتے ہیں یا تشبیہ ہے یا برابری)

فاضل بریلوی نے تو برابری کے معنی متعین کیے ہیں۔ چنانچہ اس کا ترجمہ عربی میں مثل کے ساتھ کیا ہے۔

مگر جناب کو ان کے بیان کئے ہوئے معنی میں تردد ہے جب ہی تو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ تشبیہ دی یا برابر کر دیا۔ نعوذ باللہ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت میں نہ تشبیہ ہے نہ برابری، لفظ "ایسا" نہ تشبیہ کے لیے متعین ہے نہ برابری کے لیے، یہ فاضل بریلوی کی خوبی فہم ہے کہ اپنی رائے سے مقرر کر کے اس پر احکام کفر لگا دیے۔

سنیئے! اہل زبان ہندوستان کے یہاں لفظ "ایسا" ہر جگہ تشبیہ کے لیے ہی نہیں بولا جاتا ہے۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ زید نے ایسا گھوڑا خریدا ہے جو اس کو پسند آیا یا زید نے ایسا کام کیا جس سے سب لوگ خوش ہو گئے۔ کہیے کہاں دونوں مثالوں میں لفظ ایسے کے معنی تشبیہ یا برابری کے لیے کب ہوئے؟

پھر چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

اگر مولوی شریف الحق صاحب کے بقول تشبیہ ہے تو تشبیہ میں مشبہ و مشبہ بہ میں برابری کیا لازم ہے؟ اہل فن کا مقررہ قاعدہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقوی ہوتا ہے۔ خلیفہ معتمد باللہ کی مدح میں جو اس مداح حسان مصیصی شاعر اندلس نے کہا تھا۔

کان ابوبکر ابو بکر الرضی

وحسان حسان وانت محمد

یعنی اے ممدوح! تیرا وزیر ابو بکر ابن زیدون ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مانند ہے اور تیرا مداح شاعر حسان مصیصی حسان بن ثابت مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہے اور تو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہے۔

اس پر بعض شارحین شفاء نے کہا تھا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر معتمد باللہ کو حسان شاعر نے کہہ دیا ہے۔ اس پر علامہ خفاجی نے شرح شفاء میں اور علامہ علی قاری نے اپنی شرح شفاء میں اعتراض فرمایا اور تشبیہ کی بناء پر دعویٰ برابری کو خلاف قاعدہ مقررہ اہل فن

قرار دیا۔

علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا کہ ان شارحین کے کلام کو نہ ذکر کرنا ہی بہتر ہے۔ علامہ ملا علی قاری نے فرمایا یعنی اس شعر حسان مصیصی پر شارحین نے مصنف کی تبعیت میں طویل کلام کیا ہے لیکن کلام اشکال سے خالی نہیں اس لیے کہ تشبیہ سے مشبہ بہ کے ساتھ کمال میں برابری لازم نہیں آتی بلکہ قاعدہ مقرر ہے کہ مشبہ بہ اقوی ہوتا ہے۔ سارے حالات میں۔ الخ

اس میں تصریح ہے کہ تشبیہ میں برابری نہیں ہوتی۔ اگر کسی اعلیٰ درجہ کی چیز کو کسی ادنیٰ درجہ کی چیز سے بغرض سمجھانے مخاطب کو تشبیہ دے دی جائے تو اس کو توہین و تنقیص نہیں کہا جا سکتا۔

صحیح بخاری شریف میں حدیث موجود تھی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ پر وحی کس طور سے آتی ہے؟ تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی کبھی مجھ پر وحی مثل گھنٹہ کے آواز کے آتی ہے۔

غور کیجئے کہ اس حدیث شریف میں وحی الٰہی کے نزول کو گھنٹہ کی آواز کے مثل فرمایا یعنی گھنٹہ کی آواز سے تشبیہ دی ہے حالانکہ گھنٹہ کی آواز کو حدیث شریف میں شیطانی آواز فرمایا گیا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

جس قافلہ میں گھنٹہ ہوتا ہے اس قافلے میں رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔ کیا - معاذ اللہ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توہین وحی فرمائی؟

(انکشاف حق ص128 تا130)

پھر آگے لکھتے ہیں: جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کی پیدائش اور تمام عالم کی بقا کا سبب مان رکھا ہے اور تمام علوم عالیہ شریفہ لوازم نبوت کا جامع مان رہا ہے۔ کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی برابری زید عمرو مجانین و بہائم وحیوانات کے علم سے کرے گا؟

افسوس عقل و انصاف کو ترک کر دینا اور اپنی انفرادی رائے کو تمام اہل علم کی رائے پر ترجیح دے دینا جبکہ مصنف خود اپنی عبارت کے لیے اس مضمون کا انکار صریح کر رہا ہے اور دوسرے اہل علم بھی اس خبیث مضمون کو اس عبارت کے لیے نہیں مانتے اس پر بھی وہی کہنا دین و دیانت کے خلاف نہیں تو اور کیا ہے؟

(انکشاف حق ص131)

قارئین ذی وقار! مفتی خلیل احمد صاحب قادری برکاتی نے صاف کہہ دیا ہے کہ اس عبارت میں حکیم الامت نے نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک علم کو چوپاؤں کے برابر کہا ہے اور نہ ہی تشبیہ دی ہے۔

اور ہم بھی یہی کہتے ہیں اور یہی بات حکیم الامت نے بھی ارشاد فرمائی کہ لفظ "ایسا" مطلق بیان کے لیے بھی آتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "اللہ ایسا قادر ہے" اب یہاں نہ تشبیہ ہے اور نہ برابری۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ گفتگو حکیم الامت رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم مبارکہ کے متعلق نہیں کر رہے بلکہ وہ تو لفظ "عالم الغیب" پر گفتگو کر رہے ہیں کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بعض علم کی وجہ سے کہا جاتا ہے تو پھر تو ہر ایک کو کہنا چاہیے کیونکہ ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ معلومات ہوتی ہے جو کہ "بعض علم" کہلاتی ہے۔ آخری جملہ جو فاضل بریلوی نے اڑا دیا اس سے یہ بات مفہوم ہو رہی

تھی وہ ٹکڑا یہ ہے: "کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہوتی ہے۔" اگر یہ ٹکڑا لکھ دیا جاتا تو ہر آدمی اس ٹکڑے کو دیکھ کر بات سمجھ لیتا ہے کہ لفظ "ایسا علم" سے نبی پاک علیہ السلام کے علم مبارک کی طرف اشارہ نہیں بلکہ اس آخری ٹکڑے والے علم کی طرف اشارہ ہے۔ مگر فاضل بریلوی تو "فاضل" تھے۔

اور دوسرا "کارنامہ" فاضل بریلوی نے یہ سرانجام دیا کہ ایک ٹکڑا اور عبارت کا آخر سے اُڑا دیا جو یہ تھا کہ "تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے"... یہ کارنامہ موصوف نے اس لیے سرانجام دیا تا کہ لوگوں کا دماغ اس طرف نہ جائے کہ بات اس پر ہو رہی ہے کہ آپ علیہ السلام کو عالم الغیب کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اب ٹکڑا اُڑانے سے لوگوں کو دھوکہ دیا کہ بات آپ علیہ السلام کے علم مبارک کی ہو رہی ہے۔

القصہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے مشورہ دیا کہ بے دین لوگ آپ کی تحریر کی وجہ سے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں، عبارت اگرچہ ٹھیک ہے مگر اس کو بدل دیا جائے تو کیا حرج ہے؟! تو آپ نے اس مشورہ کو قبول کر کے عبارت کو بدل دیا، اب عبارت یوں ہے:

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا تخصیص؟ مطلق بعض علوم تو غیر انبیاء کو بھی حاصل ہیں تو چاہیے سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔

(تغیر العنوان ص13)